قاری محمد فیاض
رابعہ کلیہ

ار ... الحدیث

درس حدیث

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام من لا نبی بعدہ

الطہور شطر الایمان

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرمائی، پھر ان کی تقسیم دو گروہوں میں کی ایک وہ جن کو اسلام جیسی نعمت عظمیٰ سے ہمکنار کیا اور دوسرے وہ کہ جن کے دامن اس نعمت سے تشنہ تھے۔

کوئی بھی مذہب، دین، ادارہ ہو اس کے اصول و قواعد ہوتے ہیں جن کو اپنانے سے انسان امتیاز کا حامل ہوتا ہے۔

دین اسلام جو کہ سب سے افضل ترین دین ہے جس کی تصدیق موجودہ دور کے سائنسدانوں نے یوں کی ہے کہ "اگر کوئی مذہب فطرت کے عین مطابق ہے تو وہ مذہب اسلام ہے"

اس سے یہ بات اخذ ہوئی کہ اگر اسلام فطرت کے عین مطابق ہے تو لامحالہ اس کی تعلیمات بھی فطرت کے عین مطابق ہوں گی۔

فطرت انسانی اس بات کی متلاشی رہتی ہے کہ وہ ہر وقت ہر سو ہر آن نفاست کا حصول کیسے کر سکتی ہے کیونکہ انسان ایک پاک چیز ہے۔

اسلام نے ہمیں چند اصولی ضوابط بتلا دیئے ہیں انہی میں سے ایک طہارت ہے۔
طہارت ایک ایسا اصولی ضابطہ ہے کہ انسان کی عبادت و ریاضت کی قبولیت کی

اگر اولین شرط ہے تو وہ طہارت میں مضمر ہے۔ اس کے بالتبع یہ بات بھی مفہوم ہوتی ہے کہ عبادت کے لئے انسان اپنے آپ کو بھی طہارت کا سراپا بنائے گا جس کے لئے اسے اپنے بدن، کپڑے حتیٰ کہ ماحول کو تمام غلاظتوں اور الائشوں سے پاک رکھنے کی ضرورت ہے

حقیقی بات یہ ہے کہ انسان کا ماحول، اسکی چال چلن حتیٰ کہ اس کا لباس انسان کی ذات کی عکاسی کرتا ہے۔

یہ تو اسلام کی بڑی چیزیں تھیں۔ اسلام تو ہمیں تعلیمات نبوی سے یہاں تک باور کرواتا ہے کہ کان النبی یشتد علیہ ان توجد منہ الریح یعنی آپ کو سب سے بری بات یہ محسوس ہوتی تھی کہ ان کے (صحابہ) منہ سے بدبو آئے۔

لیکن آج ذرا ہم سوچیں کہ ہم خواہ کسی یونیورسٹی میں ہوں کسی بڑے سے بڑے شہر کے باسی ہوں یا کسی سکول یا مدرسہ میں پڑھتے ہوں تو آخر تقاضائے فطری کے تحت کوئی چیز کھائیں گے جس کو اگر صفائی کے قواعد کے مطابق نہ کھایا گیا تو مذکورہ حدیث ہم پر صادق آئے گی۔ پھر اگر یہ بات ہم میں پائی گئی تو کس منہ سے ہم دوسروں کو اسلام اور اس کی تعلیمات کی دعوت دیں گے کیونکہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لاتنہ عن حلق و تاتی مثلہ
عار علیک اذا فعلت عظیم

یعنی تجھ پر عار ہے کہ خود لوگوں کو ایک برائی سے منع کر اور خود اسی برائی کا اپنے عمل سے پرچار کر۔

یہ شعر فی الحقیقت خدائی فرمان لم تقولون مالا تفعلون کی تشریح ہے۔ اس پر مستزاد قرآنی حکم یہ بھی ہے اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم یعنی لوگوں کو تو نیکی حکم دیتے ہو اور (خود اپنے دامن کو اس نیکی سے خالی رکھتے ہوئے) اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔

اور حدیث کے اندر آتا ہے کہ میرے آقا معراج پر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چند اشخاص مقراض (قینچیاں) پکڑ کر اپنی زبانیں خود کاٹ رہے ہیں سوال کیا گیا کہ یہ کس جرم کی پاداش میں ہے۔

تو جواب ملا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو تو بتلاتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

آپ عام دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اچھے کپڑے پہنتے ہیں لوگوں کا رجحان ان کی طرف زیادہ ہوتا ہے حالانکہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کو علم و عمل سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا یعنی دنیا نے ظاہری شان و شوکت کو کسوٹی بنا رکھا ہے۔ (حالانکہ ان کی یہ کسوٹی بالکل غلط ہے) اس کے برعکس ایک عالم تبحر ہی کیوں نہ ہو لیکن دنیا کے ظاہری شان و شوکت کو نہ اپنائے تو ان کی قیمت عزت کے بازار کرادی جاتی ہے۔

آیئے ہم ذرا اسلام کے اصولوں کو اپنی زندگیوں میں لاگو کر کے سب سے پہلے اپنے اللہ کو راضی کریں کیونکہ ہمارا یہ عمل سنت نبوی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پیش خیمہ ثابت ہو رہا ہے۔

دوسرا یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اپنے زمانے میں نفاست جیسی نعمت کو ذائع و شائع کرسکیں گے جس سے صاف اور شفاف معاشرہ نظر آنے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری اپنی ذات بھی اپنی حیثیت کے مطابق ہوگی۔

آیئے آج سے اللہ تعالیٰ کا نام لے تجدید عہد کرتے ہیں کہ (ان شاء اللہ) ہم ہر موڑ پر طہارت کو اجاگر کریں گے ہم اگر مدرسہ یا کالج میں پڑھتے ہیں تو صبح اٹھ کر روحانی طہارت نماز کے ذریعے حاصل کریں گے پھر جسمانی طہارت کے لئے غسل کریں، مسواک کریں گے، بالوں کو تیل سے معطر کریں گے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کریں گے تاکہ اسلامی ضابطہ طہارت پر عمل بھی ہو سکے اور نفیس معاشرے کی طرف راہ ہموار ہو سکے۔